❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت احمدیت
وقت 5-7 منٹ

خدمتِ دین، انسانی صحت کے لیے انشورنس کا کام کرتی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

الٓمّٓ ۔ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۛۚۖ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۔ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ:2-4)

یعنی اللہ فرمارہا ہے۔ اَنَا اللّٰہُ اَعۡلَمُ : مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ یہ ”وہ“ کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

سامعین! مجھے آج خدمتِ دین کی اہمیت، ضرورت، افادیت اور برکات کے حوالہ سے گفتگو کرنی ہے۔ مَیں نے آج اپنی گفتگو کو عنوان دیا ہے ”خدمتِ دین، انسانی صحت کے لیے انشورنس کا کام کرتی ہے“

اِس عنوان کو منتخب کرنے کی وجہ میرے پُرانے نوٹس بنے۔ جن میں مکرم حمید احمد لائلپوری صاحب کے حوالہ سے یہ پیرا موجود پایا کہ وہ لکھتے ہیں کہ

”خدمتِ دین تو دراصل میری صحت کی انشورنس ہے۔ اس سے ہی تو میری زندگی کی گاڑی چل رہی ہے۔ جب صحت ذرا خراب نظر آئے تو امام صاحب (مراد مکرم عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن) کے ساتھ کسی سفر میں چل نکلتا ہوں اور صحت ٹھیک ہو جاتی ہے“

(الفضل انٹرنیشنل 20/اکتوبر 2025ء)

دلوں کو باندھ کر خدمتِ دین کی طرف لانے والے یہ دوسطری جملے میں خدمتِ دین، انشورنس، صحت اور زندگی کی گاڑی چلنے کے الفاظ بہت اہم ہیں۔ انسان کی پیدائش کا اصل مقصد لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:52) کے الفاظ میں پنہاں ہے کہ اللہ کا بندہ بنا رہے۔ عبدِ الٰہی بننے کے لیے جہاں اَور بہت سے امور کی ضرورت ہے وہاں خدمتِ دین اور خدمتِ انسانیت بھی ہے جس کو ہم خدمتِ خلق بولتے ہیں اور خدمتِ خلق بھی، خدمتِ دین کی ہی ایک شاخ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کا یہ ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غم خواری میں اپنی زندگی وقف کردی جائے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دُکھ اُٹھاویں اور دوسروں کو راحت کے لیے اپنے پر رنج گوارا کرلیں“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 60)

سامعین! انشورنس کا لفظ آج کی دنیا میں، آج کے معاشرہ میں بہت عام ہے۔ بڑے کیا، بچے بھی انشورنس کے لفظ کے معانی اور اس کے مطلب کو جانتے ہیں۔ انشورنس، بیمہ کو کہتے ہیں۔ جس کے معانی نقصان کی تلافی کی ضمانت دینے کے ہیں۔ ویسے تو آج کل ہر چیز انشورڈ کروائی جاتی ہے۔ لیکن سب سے بڑی اور اہم انشورنس انسان کی زندگی کی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی کچھ نہ کچھ رقم جمع کروائے جو اُس کے مرنے کے بعد منافع کے ساتھ اُس کے عزیز و اقارب کو ملتی ہے۔ مَیں اس کے حلال و حرام کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا صرف مفہوم سمجھانے کے لئے مَیں نے مثال دی ہے کہ دینی اَور روحانی معنوں میں جو شخص خدمتِ دین کرے گا اُس کو اُس کی صحت کی بحالی کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو قرانی آیت وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) میں بیان ہوا ہے۔ یہ خالی از حقیقت بات نہیں کہ ہر انسان کی مادی صحت کسی نہ کسی چیز پر منحصر ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی خاص پھل کھانے سے صحت ہو جاتی ہے۔ کسی کی ذرا سی چہل پہل کرنے سے صحت بحال ہوتی ہے۔ اِس تقریر

کی تیاری کے دوران میرے فون پر ایک کلپ نمودار ہوا۔ جب دیکھا تو وہ Brisk walk کے فائدے گنوا رہا تھا کہ اس سے موڈ اچھا ہو جاتا ہے۔ اسٹریں لیول بہتر ہو جاتا ہے۔ ذہنی دباؤ اور بے چینی کم ہوتی اور سکون ملتا ہے۔ ہاضمہ ٹھیک ہوتا اور برداشت کی طاقت بڑھتی ہے۔

مادی صحت درست اَور صحیح رکھنے کی بات ہو رہی تھی تو بعضوں کی تکلیف عزیز و اقارب سے ملاقات اور میل جول سے دور ہو جاتی ہے۔ یہی اصول روحانی صحت پر بھی اپلائی ہوتا ہے۔ جیسے نماز کی تمام حرکات انسان کو چُست رکھتی ہیں اور جسم پر اچھے اثرات مترتّب کرتی ہیں۔ یہ ایک ورزش سے کم نہیں حتّٰی کہ تسبیحات کے لیے پَوروں کو دبانے سے جسم کے باقی حصوں کو جو پیغام جاتا ہے تو اس سے سکون ملتا ہے، جسم خوشی محسوس کرتا ہے۔ رمضان کے روزے صحت کے لیے اچھا پیغام لے کر آتے ہیں۔ ایم ٹی اے انسان کی طبیعت کے اندر ایک تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ حضور انور کا دیدار اپنی ذات میں روحانی صحت کے لیے خوشی آئند ہے۔

خدا کی قدرت کے نظارے بھی روحانی صحت پر اچھے اثرات ڈالتے ہیں۔ پھر ہیو مٹی فرسٹ اور خدماتِ انسانیہ و خدماتِ دینیہ میں اپنا وقت صرف کرنا بھی انسانی صحت کی عمدگی کی ضمانت دیتا ہے تو خدمتِ دین کے لئے اللہ کی راہ میں وقت نکالنا ایک مومن کو یہ insure کرتا ہے کہ اگلے جہاں کے لیے تم نے ایک عمدہ خزانہ جمع کر لیا ہے۔ جو تمہارے کام آئے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت میں جہنم بھی

جب خدمتِ دین سے ایک مومن کو اس کی زندگی کی حفاظت کی ضمانت ملتی ہے تو پھر انسان کو زندگی کی گاڑی چلانا آسان ہو جاتا ہے یہی اُس کی گاڑی کے انجن کے لیے فیول کا کام دیتی ہے۔ یہی انجن کے پُرزوں کو رواں رکھنے کے لیے گریس کا کام کرتی ہے۔ انسان اِس دین کے کاموں میں جب مگن ہو جاتا ہے۔ تو اپنے غم و مصائب، مشکلات اور جسم کی دردیں بھول جاتا ہے اور صحت میں بہتری محسوس کرتا ہے۔ الغرض ہم میں سے اگر کوئی چاہتا ہے کہ اللہ اُس کی صحت کی ضمانت دے تو اُسے چاہیے کہ وہ خدمتِ دین کو اپنا ٹارگٹ بنالے۔ اپنی جان سے، اپنے وقت سے، اپنی قوتوں، صلاحیتوں اور استعدادوں سے اور اپنے اموال اور دولت سے اسلام کی خدمت میں لگ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اِسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیاتِ طیبہ یا اصلی زندگی کا طلب گار ہے تو وہ اللہ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اِس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100۔ ایڈیشن 1984ء)

آپؑ خدمت دین کے لیے یہ جوش رکھتے تھے کہ فرماتے ہیں:

”اگر قضائے حاجت انسانی ضروریات میں سے نہ ہوتی تو اِس وقت کو بھی مَیں خدمت دین میں صرف کرتا۔“

پھر فرماتے ہیں۔

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا! جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں مَیں دین کے اک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لیے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسمان تک بے شمار

سامعین کرام! عنوان بالا کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی پر اپلائی کریں تو باوجود بے شمار بیماریوں کے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خدمتِ دین کی توفیق دیئے رکھی کہ آپؑ نے ہزاروں صفحات اشاعتِ دین و تعلیم و تربیتِ احبابِ جماعت کے لیے لکھے۔ سینکڑوں سفر اسلام احمدیت کے لئے کیے۔

آپؑ اپنے جذبہ ٔخدمت دین کا اظہار یوں کرتے ہیں:
"مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں۔ اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑہا ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 23)

پھر فرماتے ہیں:
"مَیں خود اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے مَیں نے اس راحت اور لذت سے حظّ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کے لئے اگر مر کر پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے ... اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہو گا تب بھی مَیں اسلام کی خدمت سے رک نہیں سکتا۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 99-100)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو خدمتِ دین کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا۔
"تمہیں خوش خبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پادیں۔"
(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 308-309)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت تیار کی ان میں اخلاص، قربانی اور خدا سے تعلق کا کیا معیار تھا۔ ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک احمدی بزرگ تھے جو اپنی روزانہ کی آمدن سے اپنی ضرورتوں کے لئے ایک اٹھنی یعنی نصف روپیہ رکھ لیا کرتے تھے اور باقی کی ساری رقم چندے میں بھجوا دیتے تھے۔ ایک دن انہیں تین سو روپے موصول ہوئے۔ انہوں نے سوچا کہ رقم کچھ زیادہ ہے کیوں نہ چھ مہینے کی ضرورتوں کے لئے نصف روپیہ روزانہ کے حساب سے نوّے روپے آج ہی رکھ لوں تاکہ آسانی رہے گی۔
لوگ کہتے ہیں کہ جب وہ مسجد سے ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فوراً گھر چل دیئے جو اُن کا معمول نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا ایسی کیا جلدی ہے؟ وہ کہتے ہیں مجھے ابھی نماز میں آواز آئی "ہن مَیں چھ مہینے لئی تیرا رب نئی رئیا" اور کہتے ہیں مَیں اُسی وقت گھر جا کر اپنی ایک اٹھنی رکھوں گا اور باقی کے سارے پیسے چندے میں بھیج دوں گا۔
خدمت دین کے لیے اپنی صلاحیتوں، استعدادوں اور اوقات کو خرچ کرنے کے حوالہ سے اگر قرآن کریم کو دیکھیں تو قرآن کے آغاز پر ہی متقیوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:4) کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تمام نعمتوں، تمام استعدادوں، تمام قوتوں، تمام صلاحیتوں، علم، وقت، مال و دولت اور اولاد کو دینِ اسلام کی خاطر وقف کرتے ہیں اور اِسے ہی دوسرے معنوں میں خدمتِ دین کہتے ہیں۔ پھر ایک اور موقع پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ النساء آیات 96-97 میں خدمتِ دین کرنے اور نہ کرنے والوں کا ذکر یوں فرمایا ہے۔
"مومنوں میں سے بغیر کسی بیماری کے گھر بیٹھے رہنے والے اور (دوسرے) اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک نمایاں مرتبہ عطا کیا ہے۔ جبکہ ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا ہی وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک اجر عظیم کی فضیلت عطا کی ہے۔ (یہ) اس کی طرف سے درجات اور بخشش اور رحمت کے طور پر (ہے) اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"
سامعین! اِس مضمون کو مزید سمجھنے اور اَوروں کو اُجاگر کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی مثال بھی دی جا سکتی ہے۔ بچپن سے ہی آنکھوں کی بیماری اور دیگر عوارض کے باوجود آپؓ کے اندر خدمتِ دین کی ایک تڑپ تھی۔ آپؓ نے اپنی خلافت کے 52 سالوں میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ آپؓ کے

خدمت دین کے اِس شوق سے احمدیت قادیان سے نکل کر دنیا میں پھیلی۔ مشن ہاؤسز قائم ہوئے۔ مساجد تعمیر ہوئیں۔ مبلغین بیرون ملک بھجوائے گئے۔ قرآن کریم کے تراجم کا آغاز ہوا۔

بھائیو! آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں جماعت میں اتنے عہدوں پر کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ بے شک یہ فقرہ اُن کے منہ سے نکلتا ہے کہ کام کرنے کی توفیق مل رہی ہے لیکن اس کام کی توفیق کا حق تب ادا ہو گا جب ذہن کے کسی گوشے میں بھی عہدہ کا تصوّر پیدا نہ ہو بلکہ خدمتِ دین کا تصوّر پیدا ہو۔ خدمتِ دین کو اِک فضل الٰہی سمجھیں۔ یہ خیال دل میں رہے۔ اپنی انا، فخر اور رعونت اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنے کا خیال بھی دل میں پیدا نہ ہو۔ جو لوگ اس سوچ کے ساتھ کام کرتے ہیں اور عاجزی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتے ہیں، اُن کے کاموں میں اللہ تعالیٰ پھر بے انتہا برکت بھی ڈالتا ہے۔ اُن کے ساتھ کام کرنے والے بھی بھرپور طریق سے اُن کے مددگار بن کر جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہوتے ہیں اور افراد جماعت بھی اُن کی ہر بات کو دل کی خوشی سے قبول کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارے تمام عہدیدار یا خدمت سرانجام دینے والے بھی اپنے آپ میں یہ عاجزی، انکساری، اخلاص، محنت اور دعا کی حالت پیدا کرنے والے ہوں اور پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے والے ہوں اور جب یہ ہو گا تو تبھی وہ یقیناً خلیفہ وقت کے بھی سلطانِ نصیر بننے والے ہوں گے اور افرادِ جماعت بھی وفا کے ساتھ سلسلہ کے کاموں کو ہر دوسرے کام پر مقدم کرنے والے ہوں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے ہمیشہ دیکھتے چلے جانے والے ہوں۔ جیسا کہ ہر احمدی جانتا ہے کہ ہمارا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ اُس کام کو آگے بڑھانا ہے جو اسلام کا پیغام دنیا میں پھیلانے کا آپ کے سپرد ہوا ہے۔ بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ دنیا کو خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جماعت سرانجام دے رہی ہے۔ مشنز کی تعمیر، مساجد کی تعمیر، تبلیغ کا کام، لٹریچر کی تیاری اور اشاعت، مبلغین اور مربیان کو تیار کرنا اور میدانِ عمل میں بھیجنا، یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کر رہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 3/ جنوری 2014ء)

پس ہم سب کو چاہئے کہ اپنے عہدِ بیعت کو نبھاتے ہوئے جب کبھی بھی جماعت کو خدمتِ دین کے لئے ہماری ضرورت پیش آئے تو ہم تمام اپنی دنیاوی خواہشات کا سر قلم کر کے لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں۔ اِس طرح ہم صحابہ کا نمونہ دکھانے والے بنیں گے اور خلافت احمدیہ کا سلطانِ نصیر وجود بننے کی ہمیں توفیق حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)